Registered

L. No 89.

نورافشان

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہی

نمبر (۳۷) ہر ہفتہ بروز جمعہ شائع ہوتا ہی - ۱۴ ستمبر سنہ ۱۹۰۶ء جلد (۳۴)

گلدستۂ اخبار

سیدلس واقعہ پونڈ میں جو پولیس اور فوجی سپاہی قتل ہوئے تھے اُس کے معاوضہ میں ۸ ستمبر کی شام کو شہریوں کے درمیان قتل عام کیا گیا۔ یہ قتل عام ۳۶ گھنٹے رہا۔ ۱۰۰ سے زیادہ قتل اور ۳۰۰ زخمی ہوئے۔ یہودیوں کے گھر لوٹے گئے اور جس نے مقابلہ کیا وہ گولی کا نشانہ کیا گیا۔ قریب بکثرت یہودی گرفتار ہوئے اور دوسرے دن بڑی بیدردی سے پیٹے گئے۔ **کپورتھلہ** کے آنریبل مہاراجہ پرتاب سنگھ نے ہز اکسیلنسی ڈی ویسرائے سے ۸ ستمبر کو شرف ملاقات حاصل کیا اور اب شملہ سے واپس جالندھر گئے۔ **بنگلور** میں ایک محمدی مسمی عبداللہ نے اپنی جوان خوبصورت سالی کو بدچلنی کے شک میں قتل کر ڈالا۔ قاتل نے آخر کار عدالت میں اقرار کر لیا ہے۔ کیمانتی ہیٹسٹ مشن کے پرچر مہری مین نے ایک پراتھنا سبھا اپریل مہینے میں قائم کی ہے۔ اس کے ممبران کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا جاتا ہے گھر گھر دعائیں ہوتی ہیں بہتی لوگوں میں سے غفلت کی نیند دن بدن کم اور روحانی بیداری زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ اسمیں ایسے بہتیرے ہیں جو سالف سپورٹ کہلانے کے لائق ہیں۔ زمانہ **سنگھائی** کی خبر ہے کہ وہاں بدامنی پھیلی ہوئی ہے خصوصاً وادی چگتیس اور دائے ڈو ہو میں۔ باکسروں کا ایک گروہ شہر تسایو تھسین میں جا گھسا اور اسکو قبضہ میں کر لیا۔ عیسائی مشنری

اور وہاں کے باشندے مین میں جا کر پناہ گزین ہوئے۔ اتفاقاً ایک جرمنی سیلا سیر کرتے کرتے وہاں پہنچ گیا۔ اس نے چینی سپاہیوں پر حملہ کیا اور اُن کے سرغنہ کو مار لیا اور باقیوں کو منتشر کر دیا۔ خبر ہے کہ ایک جاپانی سکواڈرن براہ کیپ انگلینڈ کو جائیگا اور امریکہ ہو کر واپس وطن پہنچیگا ۸ ستمبر کی خبر ہے کہ مقام موگا دور واقعہ مراکو میں ایک بغاوت پھوٹ نکلی باغی اس قصبے پر حملہ کر رہے ہیں مراکو کے فرانسیسی سفیر نے ایک کروزر وہاں بھیجدی ہے۔ برہما میں بڑا بھاری طوفان آیا ہے جس کے صدمے سے ریلوے پل ٹوٹ گئے چاول کے کھیت پانی کے نیچے ہیں اور کئی دیہات بہ گئے۔ **ایسٹرن** بنگال سٹیٹ ریلوے پرشام نگر ایک شہر سٹیشن ہے چند یوم کا عرصہ گذرا کہ لوگ لاٹھیاں لیکر بازار میں آ گئے اور دو کانوں کو لوٹنا چاہا مگر پولیس کے جلد تر پہنچ جانے سے ہنگامہ بند ہو گیا۔ **ہندوستان** کے دس مقامات پر فوجی مقاصد کے لئے ایکس ریز کا استعمال کیا جائیگا۔ امید ہے کہ لارڈ کچنر صاحب بہادر آغاز نومبر میں نیپال تشریف لیجاوینگے اور وہاں قریب ایک ہفتہ تک رہینگے **سکرٹری** آف سٹیٹ نے میو کالج آف آرٹس لاہور کے لئے ایک وائس پرنسپل مقرر کئے جانیکی اجازت دیدی ہے۔ اس کی تنخواہ چار سو سے سات سو روپیہ ماہوار تک ہوگی۔ **شملہ** میں ایک چھوٹی سی کمیٹی پنجاب ایجوکیشن کوڈ کی ترمیم کر رہی ہے۔ **ریاست** چیلی واقعہ امریکہ میں سخت زلزلہ آیا ہے۔ بستیوں کی بستیاں غارت ہو گئیں تیس ہزار آدمی بے خانمان ہو گئے۔ تین ہزار سے زیادہ لاشیں برآمد ہو چکی ہیں۔ رابنس کروسو والا جزیرہ

صفحۂ ہستی سے معدوم ہو گیا۔ کریٹے کی اسمبلی رمجلس نے سلطنتوں کو تار بھیجا ہے کہ پرنس جارج بدستور کمشنر ہے۔ **پرنس** جارج نے اہل کریٹے کو ان کے جواب میں لکھا ہے کہ ہر صورت سے خاطر جمع رہو کیونکہ طاقتیں تمہاری حق میں حتی الامکان بہتر ہیں کوششیں کرینگی **سروس** نے سرکاری طور پر اعلان دیدیا ہے کہ باغیانہ جرائم کا سخت انسداد کیا جائیگا۔ اور وعدہ کرتا ہے کہ لبرل طریقہ پر اصلاح بھی کیجائیگی۔ جسمیں یہودیوں کی بابت بھی اصلاح شامل ہوگی۔ اور پولنڈ اور بالٹک صوبجات زیمسٹووز کے حوالہ کر دیے جائینگے۔ اور پولیس اور پبلک سروس کی اصلاح ہوگی۔ **ترن** یونینسٹوں کی ملازمت کے متعلق جنوبی ویلز کی سٹرائیک کے سلسلہ میں ان کی مستورات نے بھی اودھم مچا رکھا ہے۔ نن یونینسٹوں کے گھروں پر انہوں نے حملہ کیا اور ان کو خوب کوٹے اُنکے گھروں سے باہر نکال دیا بہت سے نن یونینسٹ دریا میں کود پڑے اور بعض شب خوابی کا جامہ پہنے ہوئے گلیوں کوچوں میں آوارہ پھر رہے ہیں۔ **طہران** کا برطانوی سفیر مسٹر سپرنگ رائیس ۹ ستمبر کو بمعیت فارس روانہ ہو گیا ہے اور مسٹر ہارڈینج لندن کو واپس ہو گئے۔ ہفتہ مختتمہ کم ستمبر کی رپورٹ بابت اموات پلیگ سے معلوم ہوتا ہے کہ کل ہندوستان میں ۲۵۴۲ اموات پلیگ سے وقوع میں آئیں ہیں۔ ازانجملہ ۸۰ ۱۳۰ احاطہ بمبئی میں واقعہ ہوئیں (۲۹۹ صرف شہر پونا میں) ۴۳ وسط ہند میں (خصوصاً شہر اندور میں) ۲۵۰ صوبجات متحدہ میں ۱۹۰ صوبجات متوسط میں ۱۱۵ بنگال میں ۱۱۲ برما میں اور ۱۰۳ ریاست میسور میں ہو

ایڈیٹوریل نوٹس

انگریزی افسران کا سلوک ہندوستانیوں کے ساتھ۔ ہمیں اخبارات میں اسبات کے پڑھنے سے بڑا ہی قلق گذرتا ہے کہ ہمارے انگریز افسر پھر بھی کوتاہ اندیشی سے اور پولیٹکل اصول سے چشمپوشی اور بیجا فہمی کرکے آئے دن ہمارے ہندوستانی بھائیوں کے ساتھ بہت بڑے ناجائز اور جابرانہ سلوک کرتے رہتے ہیں اور طرفہ یہہ ہے کہ جب نوبت عدالت تک پہنچتی ہے تو وہاں سے بھی مظلوم کی دادرسی نہیں ہوتی بلکہ صاحب بہادر ہی کی طرفداری کیجاتی ہے۔ جہاں ہم اپنے بعض انگریز افسروں کی حسن اخلاق و انتظام اور غرباپروری اور نیک نیتی کے از حد مداح اور شکرگذار ہیں اور انکی بہبودی کے لئے دست بدعا ہیں وہاں بعض انگریز افسروں کے برعکس سلوکات کے ذکر سخت رنجیدہ ہیں اور شکایت کرنے سے باز نہیں رہ سکتے۔ مگر یاد رہے کہ حاکم محکوم کے اس قسم کے برتاؤوں سے نتیجہ ہمیشہ برا نکلا کرتا ہے۔ وہ تعلقات جو حاکم محکوم میں ہوتے ہیں جلد منقطع ہو جاتے ہیں۔ رعایا حکام سے بدظن اور متنفر ہو جاتی ہے۔ نمک حلالی اور جاں نثاری رعایا میں سے جاتی رہتی ہے سلطنت کے امن و انتظام میں خلل پڑ جاتا ہے۔ اور سلطنت کی بنیاد رفتہ رفتہ بودی پڑ جاتی ہے۔ اور اس سلطنت کا زوال بہت جلد آتا ہے۔ ہم اپنے حکام بالادست کو بڑے زور کیساتھ اس طرف توجہ دلاتے ہیں کہ ایسا انتظام کیا جائے کہ ایسے بدنما دھبے انگریزی سلطنت کے دامن اور خوبصورت چہرہ پر نہ لگنے پائیں اور نہ سلطنت کی بنیاد متزلزل ہوکر اس کے گرنے کی نوبت آجائے۔

اُن سلوکات کی بعض مثالیں۔ مذکورہ بالا امر کو واضح کرنے کے لئے ہم ۱۰۔ اگست کے اردو اخبار لاہور سے چند ایک واقعات ذیل میں درج کرتے ہیں۔

۱۔ جیال ہانگر کے ریلوے سٹیشن پر ایک یورپین گارڈ نے ہندوستانی سٹیشن ماسٹر کو زدوکوب کیا۔ بات محض اتنی تھی۔ کہ گارڈ نے اُس اسباب کے لینے سے انکار کر دیا تھا جو گاڑی میں رکھا جاتا تھا۔ اسپر سٹیشن ماسٹر نے گارڈ سے چند کاغذات طلب کئے۔ بس پھر کیا تھا۔ صاحب بہادر مشتعل ہوگئے۔ اور سٹیشن ماسٹر کو خوب مارا۔ بیچارے کی ناک سے بہت خون بہا۔ اور اس کے علاوہ اور بھی زخم آئے۔ کیا یہ اور اس قسم کے اور واقعات جن کی تعداد یوماً فیوماً بڑھتی جاتی ہے حاکم و محکوم کے تعلقات پر خوشگوار اثر ڈال سکتے ہیں؟

۲۔ ۳ر اگست کو ایک گورہ سپاہی کوہ آبو کی بارک سے باہر کھڑا بندوق پر اپنا ہاتھ صاف کر رہا تھا کہ یکایک کچھ دل میں آئی۔ اور ایک فیر آسمان کی طرف سر کر دیا اور دوسرے کا نشانہ ایک دیسی عورت کو بنایا جو بارک کے گرد صفائی کر رہی تھی غنیمت ہے کہ بیچاری کا سر و سینہ بچ گیا اور گولی ران میں سے لگ کر چوٹ سے نکل گئی ورنہ جان کی خیر نہ تھی۔ اگزکٹو انجینیر مسٹر کرشٹ نے اُسی وقت کا منڈنگ آفیسر کے پاس رپورٹ کیا جس کی وہ عورت ملازم تھی۔ آفیسر کمانڈنگ نے اپنی گرہ سے دو روپے دیکر اُسکی دلدہی کر دی۔ اور چلو فیصلہ ہوگیا۔

۳۔ کئی دن ہوگئے۔ اسی کوہ آبو کی چھاؤنی میں حسن علی نامی ایک ٹھیکدار پر ایک گورے نے چھرہ چلا دیا تھا۔ بیچارے کا گال زخمی ہوگیا۔ لیکن اُسے صاف ٹال دیا گیا۔

۴۔ ضلع مدناپور واقع بنگال سے ایک ناگوار اور شرمناک مقدمے کی خبر آئی ہے جو مسٹر وڈ نامی ایک یوریشین آفیسر ریلوے کے برخلاف ایک مرد آگی نے دائر کیا ہے۔ جس کی کمسن لڑکی کو صاحب بہادر نے کسی بہانہ سے گھر میں بلایا اور کنڈی لگاکر زبردستی اُس کے ساتھ منہ کالا کیا۔ ملزم ضمانت پر رہا اور پبلک بڑے رنج سے نتیجہ کی منتظر ہے۔

۵۔ انہی دنوں صوبہ مذکور کے ایک اور مقام پر ایک غریب چمار نے کسی صاحب بہادر کی بندوق کا نشانہ بن کر زخم کھایا اور اپنی نوبت ہلاکت کے قریب پہنچ جانے پر بھی کلہم حصہ ر معاوضہ پایا۔

ناجائز بیویاں اور ناجائز بپتسمہ کی تائید

ناظرین کو معلوم ہے کہ نور افشاں میں ایک دو ماہ سے بعنوان صدر ایک طول طویل بحث شروع ہے۔ اس کے متعلق ہمنے ۳ر اگست کے پرچے میں اس بحث کو بند کرنے کے لئے ایک نوٹ دیا تھا۔ مگر بعض صاحبان نے ہمیں لکھا کہ اس بحث کو بند نکرنا چاہئے بلکہ مسٹر یوحنا خان کو دوبارہ جواب الجواب دینے کا موقع ملنا چاہئے ورنہ انصاف نہوگا۔ اور کہ ہم اس بحث کے تمامی تک پہنچنے سے ڈرتے ہیں۔ ان صاحبان کو واضح رہے کہ ہم جائز بحث سے ہرگز نہیں ڈرتے مگر صرف اس بات سے کہ مبادا تو تو میں میں کی نوبت پہنچ جائے۔ اور دو بھائیوں کے درمیان موقع شکر رنجی کا پہنچے۔ اگر شرط ہذا منظور ہو تو انصاف یہی بنتا ہے کہ یوحنا خان کو ایک موقع اور دیا جائے اور یوں مساوات ہر دو فریق کی ہو جاوے۔

۸ر اکتوبر کو دالیسرائے صاحب کوئٹہ جانے والے ہیں وہاں پر انکو فرصت ہوگی چمن اور نشکی کی سیر بھی کرینگے۔

استفسار۔ بڑی مہربانی ہوگی اگر کوئی صاحب بتائینگے کہ ہندوں اور سکھوں کا جو جھگڑا امرتسر دربار صاحب کے بارہمیں تھا اس کا کیا وقت اور کس عدالت سے کیا فیصلہ ہوا۔ ایڈیٹر

مشہور واعظون کا طریق دعا - رابرٹ مکائین صاحب جو اسکاٹلنڈ کے بڑے پاکباز اور بابرکت منادون میں سے ایک تھے یون فرماتے ہین "لازم ہے کہ مین اپنا عمدہ ترین وقت خدا کی رفاقت مین صرف کرون۔ یہہ میرا نہایت ہی معزز اور پر اثر شغلہ ہے اور مین اسکو ضایع نہیں کر سکتا۔ صبح ۶ سے ۸ تک کا وقت نہایت ہی فراغت اور بے فکری کا ہے اور اُس کو اُسی طرح استعمال کرنا چاہئے۔ چائے کے بعد کا سب سے عمدہ وقت ہو اور اس کو خدا کے لئے بڑی سنجیدگی کے ساتھ مخصوص کرنا چاہئے۔ مناسب نہیں کہ مین بستر پر جانے سے پہلے دعا کرنیکی اچھی اور قدیم عادت کو ترک کر دون۔ بلکہ سونے کے وقت اپنے اوپر نگہبان ضرور بٹھانے چاہئیں جب مجھے رات کیوقت جاگ آجائے تو لازم ہے کہ مین اٹھون اور دعا کرون صبح کے کھانے کے بعد تھوڑا سا وقت دعا و مناجات مین ضرور صرف کرنا چاہئے"۔

سکاٹلنڈ کا ایک مشہور و معروف واعظ مسٹر جان ولش خیال کرتا تھا کہ اگر دن بھر میں میرے آٹھ یا دس گھنٹے دعا میں نہ گذرتے تو میں سمجھتا تھا کہ گویا وہ دن رائیگان صرف ہوا یا بُری طرح گذرا۔ اس کے پاس ایک دوشالہ ہوا کرتا تھا اور جب وہ رات کیوقت دعا کے لئے اٹھا کرتا تھا تو اسے اپنے گرد لپیٹ لیا کرتا تھا اور جب اُس کی بیوی آنسوؤں میں پڑ پڑے اور روتے دیکھا کرتی تھی تو وہ اُس سے اِس کی بڑی شکایت کیا کرتی اور بُرا مانا کرتی تھی۔ مگر وہ جواب دیا کرتا تھا "اے عورت میں تین ہزار جانوں کا ذمہ دار ہوں اور میں نہیں جانتا کہ ان میں سے بہتوں کا کیا حال ہے" بہتون کا وقایع نگار کہتا ہے کہ "اس کی حالت کیسی ہی کیون نہ ہوتی مگر اس کا برابر دعا میں لگے رہنا اُس کی سوانح عمری کی ایک نہایت ہی قابل ذکر حقیقت ہے۔ اور اُن سبھوں کے فرائض بتارہی ہے جو اس کی عظمت کے حریف ہیں۔ اس کی مشہور و معروف اور مکمل کامیابی کا باعث لاریب اُس کی سرگرم اور لگاتار دعائیں تھیں"۔

مارکویس ڈی رنٹی جو مسیح کو بڑا ہی بیشقیمت اور گران قدر سمجھتا تھا اپنے نوکر کو حکم دے رکھا کرتا تھا کہ مجھ کو میری عبادت کے نصف گھنٹے بعد بلایا کر۔ جب وہ دعا کر رہا تھا تو اُس نوکر نے ایک موقع پر ایک سوراخ میں سے اس کا چہرہ دیکھا۔ اور کیا دیکھتا ہے کہ اس کا چہرہ ایسے تقدس کے ساتھ چمک رہا ہے کہ اُس نے اسے اٹھانا نہ چاہا۔ چنانچہ وہ ڈیڑھ گھنٹے تک دعا میں لگا رہا۔ اس کے بعد نوکر نے اس کو آواز دی۔ پس وہ دعا سے اٹھ کھڑا ہوا اور بولا کہ جب میں مسیح کے ساتھ رفاقت میں تھا تو وہ نصف گھنٹہ مجھے بہت ہی تھوڑا معلوم ہوا"۔ بریشر وڈ نے کہا کہ "میں اپنی چھوٹی سی میں تنہا رہنا پسند کرتا ہون جہاں پر میں دعا میں بہت سا وقت صرف کر سکتا ہون"۔

آواگون اور کفارہ - کل ہندوؤں کا اور اسی طرح بدھ مت والوں کا اور آریہ سماج کا یہہ اعتقاد ہے کہ آواگون کے عمل سے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ یا کم از کم ایک جنم کے کرمون کا پھل دوسرے جنم میں بھوگنا پڑتا ہے۔ اگر ہم اس مسئلہ کو مدنظر رکھکر اُس پر بڑے غور و فکر سے سوچین اور اس کی تہہ میں ژرف نگاہی سے دیکھین تو مسئلہ آواگون سے کفارکی سچی تعلیم کی بڑی بھاری تائید ہوتی اور اس کی ضرورت نظر آتی ہے۔ مسئلہ تناسخ میں یہہ ایک مسلمہ اور ظاہر حقیقت ہے کہ قوت ادراک گناہ کرنے والے شخص کو سزا سہنے والے شخص سے بالکل علیحدہ کر دیتی ہے۔ میڈم بلیوٹسکی نے مسئلہ تناسخ کی تشریح کرتے ہوئے کہا ہے کہ "فرد تو وہی ہوتا ہے جو دکھ سہتا ہے مگر شخص وہی نہیں ہوتا"۔ کہا جاتا ہے کہ آدمی تو وہی ہے مگر وہ نہیں جانتا کہ میں پیشتر کون یا کیا تھا۔ اور وہ گناہ کیا ہیں جنکی میں اب سزا برداشت کر رہا ہوں۔ پس اس حالت میں اصالتاً ایک شخص دوسرے کے افعال کا نتیجہ بھوگتا ہے۔ مگر ہے ہر دو طرف سے بہ امر مجبوری اور نادانستہ۔ اِس صورت میں ہندو شخص کفارہ دینے والا بھی ہے اور وہ بھی جس کا کفارہ دیا جاتا ہے۔ بجو دکھ وہ اِس جنم میں بھوگتا ہے وہ کسی ایسے گناہ کے عوض میں ہے جو اس نے کسی پہلے جنم میں کیا ہو یا دوسرے لفظوں میں کسی دوسرے شخص نے کیا ہو اُن دکھوں کو وہ بلا مرضی خود اور بلا احساس بھوگتا ہو علاوہ برین ہندو لوگ اِس امر کو بھی تسلیم کرتے ہیں کہ گناہ میں مداومت کرنا بالذاتہ گناہ کی سزا سہنا ہے۔ کیونکہ جین وہی گناہ جنکو آدمی اس جنم میں کرتا ہے وہ پہلے جنم کی سزائیں ہیں۔ یا یون کہو کہ دوسرے شخص کی سزائیں ہیں۔ اور کہ وہ بالفرض فلان گناہ کریگا۔ پھر یہہ بھی کہا جاتا ہے کہ انسان اِس جنم کے گناہوں کی سزا اگر وہ چاہے تو بھی اسی جنم میں بھوگ نہیں سکتا کیونکہ پہلے جنم کی سزا اُس نے اِس جنم میں بھوگنی ہو مگر دوسرے جنم میں اس کو ضرور بھوگنا ہوگا جبکہ اس کی موجودہ زندگی کے قوار واوراک زایل ہو جائینگے اور وہ بالکل دوسرا شخص بنجائیگا۔ پس اس طرح سے وہ نہ صرف دوسرے کے گناہ کی سزا بلا مرضی خود سہتا ہے بلکہ دوسرے کے بجائے یا عوض میں ہو کر بھی بلا رضامندی خود کفارہ دیتا ہے۔

انسان کی موجودہ خوشی بھی اسی نہج پر ہو کہ ایک اول شخص کے نیک کرمون کا معاوضہ یا پھل اور اس کے موجودہ شخص کے کرمون کا پھل کسی آیندہ شخص کو دیا جائیگا ان تمام صورتوں میں عدل اور اخلاقی رغبت کی ایک



مقدار سے دم ہو جاتی ہے جسکو ایک جانب تو فدیہ کی اور دوسری جانب توبہ کی یعنی مرضی کا فعل اور ذمہ داری کی جس مسیحی مذہب کے اندر محفوظ و مامون کرتی ہے۔ اس تعلیم سے گناہ کو گناہ تصور نہیں کیا جاتا مگر محض ایک پستی یا برائی جو اتفاق سے مقابلہ میں خوبی یا نیکی کے ہے۔ اس سے اخلاقی ذمہ داری کا ناش اور مرضی کی طاقت کی بربادی اور دکھ کی تنبیہ کا انہدام ہو جاتا ہے۔ کام یا فعل کا خاتمہ کبھی نہیں ہوتا۔ بلکہ کفارہ کا لا محدود اور غیر مکمل سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اس طرح سے ہندو آریہ سماجی بھائی اس امر کی کوشش کر کے سداد ضمانہ کفارہ کا جو مسیح نے کیا انکار کر کے صفت فضل اور صفت قبولیت کی ضرورت کی بجائے ضرورت مطلقہ کا لوہا اپنے اوپر لیتے ہیں۔ اس کل بیان سے مسیح کے کفارہ سداد ضمانہ کا امکان اور ضرورت مترشح ہے مگر نہایت غلط اور نامکمل طور پر۔ اس کی بجائے مسیحی مذہب میں اس کل تصویر کا عین اور کامل اور لاثانی کفارہ موجود ہے جس سے انسان گناہوں کی سزا سے بری اور حیات جاودانی سے مستفید ہو سکتا ہے ؛

مسیحی کارندوں کے لئے ہدایتیں

نمبر ۴۔ اقلا کا اپلوس کو مسیح کے پاس لانا۔ اعمال ۱۸: ۲۴-۲۸۔ ۱۹: ۱۔ تک میں ہم شخصی کام کا ایک اور نظارہ پاتے ہیں جس سے بہت سی ضروری نصیحتیں حاصل ہوتی ہیں۔ بسا اوقات ہم یہہ سنتے ہیں کہ اگر کوئی اپنے اعتقاد میں صادق ہو تو بس ہے۔ لیکن یہہ سچ نہیں ہے۔ کرنیلیوس اپنے اعتقاد میں پورا دیانت دار تھا تو بھی اسکو مسیح کی ضرورت تھی اور اس کو مسیح کو اپنا بنا لینے کے لئے مسیح میں صاف ایمان رکھنا ضروری تھا۔ اسی طرح اپلوس دیانت دار اور سرگرم بھی تھا لیکن صرف یوحنا کا بپتسمہ جانتا تھا وہ فصیح اور نوشتوں میں ماہر بھی تھا اور عقلی الوسع کوشش بھی کرتا تھا لیکن ہمیشہ کی زندگی یہہ ہے کہ وہ جانے لیکن اپلوس اتنک جیسا اسکو جاننا چاہئے خدا کی راہ نہیں جانتا تھا۔ لوگ غیر مذاہب کے پیرواؤں کے پاس مشنریوں کے بھیجے کی نسبت گفتگو کیا کرتے ہیں اور بزور بیان کرتے ہیں کہ ایسا کرنا بے وقوفی میں داخل ہے تو بھی وہ خود خدا کی مرضی نہیں جانتے یا وہ خود دلیا کرنے کی پرواہ نہیں کرتے۔ فی الحقیقت اگر اپلوس کو انجیل کی ضرورت تھی تو تمام آدمیوں کو جو مسیح کو نہیں جانتے انجیل کی ضرورت ہے۔

اپلوس کے لئے ضروری تھا کہ وہ خدا کی راہ کو پورے طور سے جانے۔ غالباً اقلا اور اس کی جورو میں اپلوس کی سی ذاتی خوبیاں موجود نہ تھیں مگر وہ مسیح کی انجیل اس سے بہتر جانتے تھے۔ اس نے روح القدس کی نسبت کبھی نہ سنا تھا۔ وہ یوحنا کی منادی سے واقف تھا مگر دنیا کو اس سے بڑھکر ضرورت تھی۔ اقلا کو اس فصیح شخص میں اس کی کمی محسوس ہوئی۔ افسوس کتنے فصیح جو نوشتوں کو اچھی طرح سے پیش کر سکتے ہیں روح القدس کی نسبت نہیں جانتے۔ انہوں نے کبھی طاقت کو حاصل تک نہیں کیا۔ سرگرم مسیحی کارندوں میں سے اقلا مسیحی کلیسیا کو لمحہ بھر کے لئے ایک بھاری سبق سکھلاتا ہے۔ انسان کی ذاتی خوبیوں کو حقارت کی نگاہ سے نہیں دیکھنا چاہئے بلکہ ستیاز کاملیت تک ترقی دینے کی کوشش کرنا چاہئے لیکن پھر بھی خدا کی قدرت کی بخشش کے بغیر وہ ٹھنٹھناتا پیتل اور جھنجھناتی جھانجھ ہے۔

دعا۔ اے خدا مجھے اپنی راہ کامل طور سے سکھلا کاشکہ میں محسوس کر سکوں تاوقتیکہ اس کو نہ سیکھ لوں فصاحت بھی بے سود ہوگی۔ مجھے اپنی قوت کا بپتسمہ دے۔

۵۔ پولوس کا لڈیہ اور داروغہ جیل کو مسیح کے پاس لانا۔ کئی شخصوں میں سے جنکو پولوس مسیح کے پاس لایا یہہ دو جنکا یہاں بیان ہوا ہے۔ خدا کے فضل سے یورپ میں اس کے پہلی بار کام کی کامیابی کا نشان ہیں۔ اعمال ۱۶: ۱۴ و ۱۵ و ۲۳-۳۴۔ دونو ایک ہی حالت میں خیال کئے جا سکتے ہیں مگر داروغہ جیل کی حالت ان دونوں میں زیادہ تر غور کے قابل ہے پولوس نے نہ صرف یہہ سیکھا تھا کہ خدا نے بڑے بڑے آدمیوں کو نہیں بلایا۔ بلکہ خدا کی نگاہ میں ایک قرمز بیچنے والی عورت کی روح بھی ویسی ہی قیمتی ہے جیسا کہ ایک ملکہ کی وہ ہر ایک کو جو سننا چاہتا تھا مسیح کی منادی کرنے کو تیار تھا اور یہی پہلی عورت تھی۔ ہم پڑھتے ہیں کہ خدا نے اس کا دل کھولا۔ یہہ اس واسطے نہیں ہوا کہ وہ چاہتی تھی بلکہ وہ کرنیلیوس کی مانند صدق دل سے روشنی کے لئے کوشش کرتی تھی۔ اسکی بھوکی روح کے لئے الفاظ منزلہ روٹی تھے۔ ایسا کون ہے کہ جو کسی گھرانے اور کسی عورت کی قدر کو پہچان لے اور اس تبدیلی کے دور تک پہنچنے والے اثر کی قدر نہ کرے۔

داروغہ جیل کی حالت زیادہ تر عجیب ہو گئی دن سے (رعا: ۱۷ و ۱۸) وہ لڑکی ظاہر کرتی رہی کہ پولوس اور سیلاس راہ نجات دکھلاتے ہیں لیکن داروغہ نے غالباً انکی نسبت سنا ہو یا انکی باتیں سنی ہوں اور انہیں دیکھا بھی ہو لیکن اب پولوس بطور قیدی کے جو کوڑوں سے زخمی کیا گیا اور بہت ستایا گیا ہے اس کے حوالہ کیا جاتا ہے کئی مسیحی جب ایذا رسانی کا وقت آتا ہے روحوں کی تلاش کے لئے باہر نکلنے کا خواب میں بھی خیال نہیں کرتے۔ اس جیلخانہ کے اندر سے دعا اور تعریف کی آواز آتی ہوئی سنائی دیتی ہے۔ پھر زلزلہ آیا۔ بعد میں داروغہ جیل کا دل چھیدا گیا اور ہر ایک محتاج روح کی فریاد ہی آہ کہ "میں کیا کروں کہ نجات پاؤں" اور پھر ایک ہی جواب کہ "خداوند یسوع مسیح پر ایمان لا"۔ پولوس نے تبلایا کہ اس کا کیا مطلب ہے اور انہوں نے مسیح کو قبول کیا۔ یہہ یورپ کے مسیحی ہونے کی ابتدا تھی۔

دعا۔ اے قوموں کے خدا میں تیرا مسیحی نسل کے لئے

شکر کرتا ہوں۔ جنکو تونے بخشا ہے ان سے تو امید رکھتا ہے۔ میری مدد کر کہ میں وفادار رہوں یہانتک کہ کوئی شخص میرے بعد میری زندگی کے لئے شکر گذار ہو۔

مراسلات

سیالکوٹ کنونشن

نمبر (۴) [illegible]

کچ دوپہر کیوقت پادری جونس صاحب کا مضمون کارندوں کے واسطے تھا۔ سو سب مشنری صاحبان پاسٹر صاحبان مشنران۔ سکول ماسٹران۔ بائیبل ٹیچر بائیبل وومن۔ ڈاکٹر صاحبان حاضر ہوئے اور انہوں نے حسب ذیل مضمون سنایا۔

پولوس رسول کا دوسرا خط تمطاؤس کو اس کا ۲ باب اور ۲۱ آیت۔

اگر کوئی اپنے تئیں ان سے صاف کرے تو وہ عزت کا برتن۔ پاک کیا ہوا۔ اور مالک کیواسطے مفید اور ہر ایک اچھے کام کے لئے طیار ہوگا۔

"برتن"

میں آج اس لفظ برتن کی بابت کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ ہم آپ کا اُستاد ہو کے نہیں پر آپ کارندوں کا بھائی ہو کے آیا ہوں۔

پولوس رسول کا یہہ آخری پیغام تھا اس سے پہلے کہ وہ مارا گیا۔

برتن اس مطلب کیواسطے ہوتا ہے کہ اس میں کوئی چیز رکھی جاوے۔ برتن سونے۔ چاندی لکڑی اور مٹی کے ہوتے ہیں۔ پر سب کے سب اس مطلب کیواسطے بنائے جاتے ہیں کہ ان میں کچھ رکھا جاوے۔ رکھی ہوئی چیز اس میں ٹھہر جاوے۔ اگر کوئی اس قسم کا برتن ہو کہ اس میں رکھی ہوئی چیز نکل جاوے تو پھر وہ برتن کام کا نہیں ہوتا برتن کے اندر اگر رکھی ہوئی چیز نہ ٹھہرے تو سمجھو کہ اس میں چھید ہے۔ یا ترڑا ہے یا کھورہ ہے۔

جب آدمی کا ہاتھ سیاہ ہو جاتے تو سمجھا جاتا ہو کہ اس کو کوئی بیماری ہے۔ اسی طرح سے اگر کسی کارندے میں گناہ ہو تو وہ ٹوٹا ہوا برتن ہے۔

برتن چھوٹے ہوتے ہوتے ہیں بڑے ہوتے ہیں۔ اسی طرح سے کارندے پڑھے ہوئے ہوں یا اَن پڑھ ہوں سب برتنوں کے موافق ہیں۔ خدا برتن چاہتا ہے۔ کسی قسم کا ہو تا کہ اس میں رکھی ہوئی چیز موجود رہے۔

اگر برتن ٹوٹا ہوا ہو تو اس میں رکھی ہوئی چیز موجود نہ رہیگی۔

کارندوں کا ایک گناہ برتن کی ترڑ کے موافق ہو جس کے باعث اُن میں برکت موجود نہیں رہتی اور وہ بیہودہ باتیں ہیں۔

کارندوں کی زندگی میں کوئی بڑا گناہ مثلاً زناکاری یا چوری وغیرہ نہ ہو۔ لیکن بیہودہ باتیں مثل ترڑ کے ہیں۔ جن کے باعث برتن کی رکھی ہوئی چیز نکل جاتی ہے۔ ان بیہودہ باتوں کی بابت پولوس رسول طمطاؤس اور طیطس کو لکھتا ہے۔ کہ جوان بیہودہ باتوں سے پرہیز کریں۔

ایک مس صاحب نے مجھ کو بتلایا کہ زنانہ میں جب ہم جاتی ہیں تو بعض وقت ہم بھی ان باتوں کے ساتھ شامل ہو جاتی ہیں جو ہماری خدمت سے متعلق نہیں اگر جوان یہاں سے باہر جاکے بیہودہ باتیں کرتے ہیں۔ جس سے برکت جاتی رہتی ہے جوان دل میں بیٹھکر بیہودہ باتیں کرتے ہیں۔

بعض وقت ہم مشنری جانتے ہیں کہ سنیچر کی شام کو جب بیہودہ باتیں ہوتی ہیں۔ تو ان میں کوئی نہ کوئی ایسی بات ہو جاتی ہے جس سے کہ اتوار کی بندگی خراب ہو جاتی ہے اور ہم اتوار کا وعظ نہیں کر سکتے۔

دوسری بات یہہ ہو کہ برتن صاف ہونا چاہئے۔ میلے برتن میں پانی پینے کو دل نہیں چاہتا کیا ہم صاف برتن ہیں۔ خدا صاف برتن چاہتا ہے۔ ایک چیز ہے جو ہمارے برتن کو میلا کر دیتی ہے وہ مکاری کا گناہ ہو۔

بعض وقت ہم مشنریوں کو خوش کرنے کیواسطے مکاری کرتے ہیں۔ جو کچھ ہمارے دل میں ہوتا ہے وہ ان کو نہیں کہتے تا کہ وہ خوش رہیں۔

بعض وقت ہم انسان کو دکھلانے کیواسطے خدا سے دعا کرتے ہیں اور ایسی باتیں کہتے ہیں جنکو ہم دل میں صحیح نہیں جانتے۔ وہ بھی انسان کو خوش کرنے کیواسطے کرتے ہیں۔

اگر ہم خداوند مسیح سے کہیں تو وہ ہمارا مکاری کا گناہ دور کر دیگا۔ وہ ہمکو صاف کر دیگا۔ برتن اپنے آپ کو صاف نہیں کر سکتا۔

کیا ہم مشنریوں میں بھی یہہ مکاری کا گناہ نہیں ہے۔ پاک روح ہم میں آنا چاہتا ہے لیکن جب تک کہ یہہ مکاری کا گناہ۔ مغروری کا گناہ نہ نکل جاوے وہ داخل نہیں ہو سکتا۔

پھر برتن تب ہی مفید ہو سکتا ہو اگر مالک کے ہاتھ میں ہو۔

اپافرس کو روم میں پولوس کے پاس بھیجا گیا کہ وہ چندہ لیجاوے۔ حفاظت سے چندہ لیجانے کیواسطے ایک آدمی چاہئے تھا اس نے اپنا آپ پیش کیا کہ روم میں جو یہاں سے کلکتہ کے برابر دور ہوگا۔ پیدل پہاڑوں اور میدانوں میں سے ہو کے چندہ لیجاوے۔ پھر جب وہ روم میں پہنچا۔ تو اُس نے دیکھا کہ پولوس بیمار

ہی سوا اس نے پولوس کی اور اُنکی جو اُس کے پاس آتے جاتے تھے بڑی خدمت کی۔

پولوس کہتا ہو کہ اُس نے اپنی جان کو اس طرح سے خدمت کے لئے قربان کیا جس طرح سے کہ جواباز جوا کھیلا کرتا ہے کہ بعض وقت اپنے آپ کو بھی بیچ دیتا ہے۔

کیا آپ اپنے آپ کو اس کے موافق اپنے مالک کے ہاتھ میں دینے کو تیار ہیں۔ کہ جان بھی دیدو۔ کیا آپ لوگوں کی جانیں بچانے کی خاطر خود دوزخ میں جانیکو تیار ہیں۔

موسےٰ نے خدا سے کہا کہ اے خدا مجھکو اپنے دفتر سے مٹادے لیکن اس قوم کو بچا۔

مسیح گتسمنی میں ہماری خاطر گیا۔ وہ صلیب پر ہماری خاطر گیا۔ وہ ہمکو بچانے کیواسطے دوزخ میں جانیکو تیار تھا۔

مسیح چاہتا ہے کہ ہم اپنا آپ اس کے حوالہ کریں تاکہ وہ ہمکو استعمال کرے۔

اگر خداوند ہمکو کہیں بھیجے۔ تو ہم یہہ تو نہ کہینگے کہ وہاں کی ہوا خراب ہے۔ یا وہاں گرمی زیادہ ہے۔ یا وہاں ہماری عزت نہ ہوگی۔ یا ہمارا اپنا فائدہ نہ ہوگا۔

کیا ہم تیار ہیں جہاں خدا ہمکو بھیجے ہم جانے کو تیار ہیں میں پھر یاد دلانا چاہتا ہوں کہ

۱۔ کیا ہمارے برتن میں نقص یا چھید یا ترتیڑ تو نہیں ہے۔

۲۔ کیا ہمارا برتن صاف ہے مکاری۔ غرور کینہ تو نہیں تاکہ روح القدس آکے سکونت کر سکے۔

۳۔ کیا ہم اپنے آپ کو خدا کے ہاتھ میں سونپتے ہیں کہ وہ ہمکو استعمال کرے۔ بے عذر اس کو کام کرنے دیتے ہیں۔ کہ جہاں کہیں وہ ہمکو بھیجے جاویں۔ اور جب تک کہ وہ نہ کہے نہ ہم وعظ کریں نہ منادی اور نہ دعا۔ جب تک کہ وہ ہماری مکاری اور مغروری کے گناہ کو نہ ہٹادے۔

راقم وارث الدین

نورافشاں و مسٹر دیسی مسیحی و مشنری صاحبان

یہہ وہ اخبار ہے جس کی اشاعت اسوقت ہوئی جبکہ دیسی مسیحیوں کے لئے اُردو میں کوئی مسیحی اخبار نہ تھا۔ راقم مضمون نورافشاں کی پیدایش کیوقت سے اُسکی اس عمر تک اُسکا متواتر خریدار و مددگار رہا ہے اور راقم کو نورافشاں کا وہ زمانہ بھی یاد ہے جبکہ کوئی مسیحی اڈیٹر نورافشاں لکھا نہ تھا اور مسیحی نامہ نگار بھی اس قدر محدود تھے کہ انگلیوں پر گنے جاسکتے تھے۔ پر اب وہ زمانہ ہے کہ اڈیٹر بھی کئی سال سے مسیحی ہوتے چلے آتے ہیں اور نامہ نگار ہونے کے لئے صدہا نہیں بلکہ سیکڑوں لائق مسیحی موجود ہیں۔ پر نورافشاں کی کایا پلٹ کا زمانہ ہنوز جیسا چاہئے نہیں آیا کیا یہہ افسوس بلکہ صد افسوس کا مقام نہیں کہ ہمارا اپورانا رفیق تو اب تک ہماری رفاقت کا دم بھرے اور ہم اُسکی طرف سے اپنا منہہ موڑلیں۔ چاہئے تو یہہ تھا کہ ہماری دوستی کا رشتہ اور بھی عمیق ہوتا اور اُسکی لگاتار رفاقت کے صلہ میں اُس کے اِتنے رفیق ہوتے کہ اُس کی تجلی دوپہر کے سورج کی مانند ہوتی۔ اور جن مسیحی اخباروں نے ابھی جنم ہی لیا تھا وہ اُسکی گود میں پرورش پاتے۔ پر افسوس نورافشاں کی قسمت پر کہ اُسکے سامنے کے پیدا ہوئے ہوئے بچے تو چھلانگیں بھرنے لگے۔ پر وہ کچھ ایسی خشک زمین میں لگایا گیا ہے کہ اب تک زوروں میں نہیں آتا۔ اور اُسکی شاخیں اب تک اسقدر وسیع نہیں ہوئیں کہ چڑیاں اُسکے نیچے آکر بسیرا لیں۔ صاحبو اُسکی بیماری کیا ہے؟ اُسکا ایسا برا حال کیوں ہے؟ اور طرفہ یہہ کہ مسیحیوں کی ترقی کا زمانہ آنے پر بھی وہ روز افزوں کی ترقی کے درجہ پر نہیں پہنچتا۔ تو جواب یہہ ہے کہ دیسی مسیحیوں کی بیوفائی و پھوٹ و عدم توجہی اور لاپرواہی اُسکو پنپنے نہیں دیتے۔ اور ساتھ ہی اسکے ولایتی صاحبان بھی بے پرواہی اور عدم توجہی کے الزام سے ہمارے نزدیک بری نہیں ہیں۔

دیسیوں کی بے وفائی میرے نزدیک اس طور پر ہے کہ انہوں نے اپنے قدیم دوست کا ساتھ چھوڑ دیا ہے کبھی بھولے سے یاد کر لیتے ہوں۔ پر نئے دوستوں کے دام محبت میں پھنس گئے ہیں۔ بعض اس لئے نورافشاں کی دوستی سے علیٰحدہ ہوگئے کہ "میں پولوس کا اور کوئی کہتا ہے کہ میں اپلوس کا ہوں"۔

لاپرواہی و عدم توجہی اس سے ظاہر ہے کہ بعض اصحاب کے مضامین سال میں دوچار نظر آتے تھے پر اب بھولے سے بھی ادھر آنکھ نہیں اُٹھاتے اور کتنے نوجوان اور تجربہ کار و لائق مسیحی صاحبان کسیطرف بھی توجہ نہیں کرتے۔ نہ نورافشاں کے نورانی چہرہ کا خیال ہے نہ تجلی نہ ترقی نہ مسیح کے جمال پر عنایت کی نظر ہے۔ پر دنیا کی بیوفا معشوقوں کے بھونڈے چہرے اور کالے چمڑے پر فریفتہ ہیں۔ ناول بینی پڑھنے سے فرصت نہیں۔ اور دیگر دنیاوی یا پولیٹکل اخباروں کے پڑھنے اور کبھی کچھ لکھنے میں وقت اور زندگی بسر ہو رہی ہے۔ اگر کہو کہ ہم اردو نہیں جانتے (کیونکہ آجکل چند دیسی بھی پردیسی بن گئے ہیں) تو انگریزی میں آپکی مشق کے لئے نورافشان موجود ہے۔ پر مجھے سوئے دوچار انگریزی مضامین کے جو نورافشان کے انگریزی سپلیمنٹ میں کئی برس ہوئے کچھ نظر آئے تھے۔ اب برسوں سے کوئی مضمون کسی دیسی مسیحی کا نظر نہیں آتا۔ اڈیٹر کے دو ایک کالموں کے سوا باقی کل اخبار دیگر اخباروں کے انتخاب سے بھرا ہوتا ہے اور انتخاب بھی ایسا جو چنداں دلچسپ نہیں۔ اور ایک ورق سے زائد اشتہارات سے پر ہوتا ہے اور اشتہار



بھی ایسے جو باسی تباسی سے بھی زیادہ بدمزہ ہو گئے ہیں۔ بلکہ پھپھوندی لگی ہوئی کیا ہمارے لائق ہندوستانی مسیحی اسکو زیادہ دلچسپ بنا نہیں سکتے اگر کچھ توجہ کریں مگر نہیں ؛

اب ولایتی صاحبان میں سے چند خاصی اردو جانتے ہیں اور وہ کچھ نہ کچھ نور افشان میں لکھ سکتے تھے۔ مگر کچھ پرواہ نہیں۔ میرے خیال میں نور افشان کی خاطر اور اسکی رعایت کا خیال مطلق چھوڑ کر اگر ہم اس بات پر لحاظ کریں کہ اردو زبان میں وہی ایک پرچہ ہے جو ہندوؤں اور آریاؤں او محمدیوں کو مسیحی روشنی پھیلانیکا وسیلہ ہے۔ اور جسحال کہ مشن کا زر کثیر بھی اس کے لئے صرف ہو رہا ہے تو پھر مشنری صاحبان کا فرض دوچند ہو جاتا ہے پھر اگر ہم انکو لئے یہہ عذر کریں کہ وہ اردو لکھنے میں معذور ہیں تو رومن لکھکر ہی بھیج دیں تو اسسٹنٹ اڈیٹر مجھے امید ہے کہ اردو میں نقل کرنیکی تکلیف گوارا کر لیا کریں گے۔ یا ان سے کوئی ٹیچر و پریچر بھی یہہ تکلیف گوارا کرنے کو طیار ہونگے۔ خیر اسکو بھی جانے دو انگریزی سپلیمنٹ کے لئے کیا عذر کر سکتے ہیں۔ کیوں اڈیٹر کا ہاتھ نہیں بٹاتے اور اسکی کم ہمت کو مضبوط کرتے؟ کیا ہماری مشن کے درجنوں مشنری صاحبان میں سے چند ایک بھی اس کام میں حصہ نہیں لے سکتے اگر یہہ اخبار تعلیم یافتہ غیر مسیحیوں کے لئے جاری ہے تو انکی حاجت کے مطابق خوراک کیوں نہیں دیتے۔ ورنہ اس کا اجرا بند کر دینا مناسب ہے۔ ردی حالت میں رکھکر اس قدر مشن کا صرف کرنے سے کیا حاصل۔ میرے خیال میں اگر مشنری صاحبان اس طرف توجہ کریں تو نور افشان کا سپلیمنٹ دوچند کیا جا سکتا ہے۔ اور اسکی اشاعت اس قدر بڑھ سکتی ہے کہ مشن کو ایک [illegible] کالج کا مطلب حاصل ہو سکتا ہے۔ یعنے نہ صرف مسیحی مذہب کی اشاعت ہی ہو سکتی ہے بلکہ منافع بھی ہو سکتا ہے مگر موجودہ حالت تو اسکی دونوں امور میں سے ایک بھی رفع نہیں کرتی۔ بقول شخصے مایا ملی نہ رام ؛

انڈین وٹنس میتھوڈسٹ مشن سے جاری ہے اور اسکی اشاعت اس کثرت سے ہے کہ ہمارے پریسبٹیرین مشنری صاحبان میں سے چند ہی ایسے ہونگے جنکی میز پر انڈین وٹنس نہ ہو۔ کیوں صاحب وہ کیوں ایسی ترقی پر ہے ؟ اس لئے کہ ہمارے مشنری بھی اس کے خریدار بن جاتے ہیں۔ اور سپلیمنٹ نور افشان کیوں ایسی حالت میں ہے کہ کوئی خاطر سے بھی لیتا ہو تو پڑھتا نہیں۔ اور یہہ ہم نہیں کہہ سکتے کہ ہمارے یہاں کے مشنری صاحبان انکے لیاقت میں کسی طور پر کم ہیں اور اس کو دلچسپ بنانے بلکہ کچھ منافع کی صورت نکالنے کا سلیقہ و شعور نہیں رکھتے۔ نہیں میرے خیال میں کچھ بڑھ چڑھ کر ہیں اسکاچ مشن والوں نے تعلیم یافتہ لوگوں کا اپنے کو قرضدار سمجھکر ابھی ایک رسالہ انگریزی زبان میں بنام "انڈین انٹرپریٹر" جاری کیا ہے اور اس کے پہلے نمبر کو پڑھکر معلوم ہوتا ہے کہ اگر اسی طور پر توجہ رہی تو چند دنوں میں اسکی اشاعت اس قدر بڑھ جاویگی کہ اس کے وسیلے سے نہ صرف مذہب مسیحی کی اشاعت ہی ہوگی بلکہ اسکاچ مشن والے بہت کچھ روپیہ کما لینگے۔ کیوں صاحب اگر انگریزی سپلیمنٹ انگریزی والوں کے لئے جاری کیا گیا ہے تو کیا یہہ بھی انڈین انٹرپریٹر کے ہم پلہ نہیں بن سکتا ؟ بیشک بن سکتا ہے کیا ہماری فرخ آباد و لدھیانہ مشن کے درمیان [illegible] جیسے لائق اڈیٹر نہیں ہیں ؟ بیشک ہیں۔ ہاں اگر کمی ہے تو یہہ کہ جوش کی آگ ٹھنڈی ہو گئی ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ انہیں غصہ و غیرت دلا کر اس آگ کو بھڑکا دوں گو شعلہ کی چنگاریاں نکلکر میرے کوٹ کے دامن کو بھی جلا دیں۔ میرے خیال میں اردو نور افشان کی حالت انگریزی سپلیمنٹ سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے گو اس میں بھی بہت کچھ ترقی ہو سکتی ہے لہذا میں اپنے مسیحی بھائیوں سے بادب ملتمس ہوں کہ آپ ادھر توجہ کریں۔ اور نور افشان کو آپ اس درجہ کی ترقی پر پہنچا سکتے ہیں جو آج [illegible] کو ترقی حاصل ہے اور اسکے [illegible] دلچسپ بنا سکتے ہیں جو آج [illegible] کو حاصل ہے اگر اڈیٹر و اسسٹنٹ اڈیٹر نور افشان نامہ نگاران اور مسیحی بھائیوں کو کبھی کبھی خط لکھکر جگاتے رہیں تو امید ہے کہ بہتر اور کثیر التعداد مضامین نور افشان کے لئے بہم پہنچ سکینگے۔ میرے خیال میں اس موقع پر نور افشان کی ترقی و اشاعت کی نسبت آزادانہ رائے دینے کی عمومی اجازت ہو تو اغلب ہے کہ اس کی ترقی ہو سکے۔ اور ہمارے مسیحی بھائی ان تدبیر کو بھی بتلادیں جن سے اس کی ترقی و اشاعت میں وسعت ہو سکے

نور افشان کا خیرخواہ جے ایم۔ غلام مسیح

اشتہار

اطلاع دیجاتی ہے کہ لودیانہ پریسبٹیری کا جلسہ انبالہ چھاؤنی کے گرجا گھر میں بروز بدھ بتاریخ ۱۰ر ماہ اکتوبر سن رواں کو بوقت گیارہ بجے صبح منعقد ہوگا۔

پی۔ سی۔ اوپل اسٹیٹڈ کلارک

تصحیح

۳۱ اگست کے پرچہ کے صفحہ ۸ کالم دویم کی سطر ۳ میں مقلوم کی بجائے حلقوم پڑھنا چاہئے کاتب سے غلطی ہو گئی ہے ؛

اڈیٹر نور افشان

ہردوار ضلع سہارنپور

ایکدن شہر ہردوار میں ایک تعلیم یافتہ شخص سے در بارہ الوہیت مسیح و تثلیث مقدس گفتگو کر رہا تھا۔ کہ ایک آریہ صاحب ابرو کشیدہ معترض سخن بگردیدن میں جھٹ آدھمکے۔ اور بجائے اس کے کہ اسی مسئلہ پر گفتگو کرتے بڑے جوش و خروش سے فرمانے لگے کہ عدم سامان کسی شے کا نہیں ہو سکتا۔ اور ہر شے اپنی اصل میں قدیم ہے۔ لہذا عدم محض سے کسی شے کا پیدا ہونا بالکل محال ہے۔ ہم نے بڑی متانت سے اس سوال کا یہ جواب دیا۔ کہ اگر عدم سامان وجود کسی شے کا نہیں ہو سکتا۔ تو کیا کوئی قدرت ایسی بھی ہے یا نہیں کہ بلا سامان کے پیدا کر سکے۔ آپ یہ تو فرمایئے کہ عناصر یعنی اشیاء محدود الوجود کو حد وجودی کس طرح لگ گئی۔ اور یہ بھی اظہر من الشمس ہے۔ کہ کسی شے کے قدیم ہونے کے لئے صفت ضرورت مطلقہ بھی ضروری ہے۔ جو کہ غیر محکوم و غیر متغیر اور غیر مشروط ہے ایسی شے کو کون حد لگا سکتا ہے یقیناً کوئی نہیں۔ اور پھر اس کا مجرد ہونا بھی لازمی امر ہے۔ ورنہ وہ قدیم بھی نہیں ہو سکتی۔ پس آپ مادہ کو جو کہ اشیاء محدود فی المکان یا زمان اور جو بجہت حد بالبداہت محکوم مسبب کا ہے کس طرح قدیم ٹھہراتے ہیں۔ پس وہ ضرور حادث ہے۔ اس لئے ہم بصدق دل تسلیم کر کے مانتے ہیں کہ خدا جو ہر ایک صفت میں مجرد و کامل اور جامع کل صفات حسنہ کا ہے وہی ہر شے محدود الوجود کا خالق و حافظ ہے۔ اسی نے اپنی آزاد مرضی سے مادہ کو حد لگا دی۔ اور بھی جو حد چاہے لگا سکتا ہے۔ اگر خدا کی صفت خالقہ بھی سامان کی محتاج ہو تو وہ خالقہ بھی نہیں ہو سکتی۔ یاد رہے کہ ہم بھی یہ نہیں مانتے کہ نیست میں سے ہست کیا۔ بلکہ یہ مانتے ہیں کہ خدا نے تمام کائنات و عناصر کو نیست سے ہست کیا۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ جب کچھ بھی موجود نہ تھا اپنی قدرت سے سبکو پیدا کیا۔

علاوہ ازیں کل حکمار اور فلاسفر اس امر کو مانتے ہیں۔ کہ عناصر کا ایک ازلی و ابدی اور از خود موجود اور غیر متبدل مسبب ہے اور وہ مسبب خواہ روح متشخص ہو خواہ ذرہ مادی ہو خواہ ایسی شے ہو کہ جس میں مادہ اور روح طریق وجودی ہو خواہ ایک بے معنی ذی شعور روح عالم بشمول مادہ ہو۔ لیکن یہ امر قابل لحاظ ضرور ہے۔ کہ علوم جدید کے ہر قاعدے اور نتیجے کا ٹھانور اس حقیقت پر ہے۔ کہ یہ خلقت کلیۃً اور جزیۃً ایک نظام تبدیلات ہے۔ علم جیالوجی اور علم ہیئت اور کل علوم مثلاً ہیئت نظام شمسی اور ہیئت گردشی میں جو جو تحقیقاتیں ہوئی ہیں۔ اُن سب کی عین ماہیت اسی قاعدہ پر مبنی ہے۔ لیکن اگر آپ یہ فرمائیں کہ خلقت میں ایک قائم عنصر ہے اور ایک عنصر تبدیل پذیر بھی ہے۔ یہ تبدیلات ہمیشہ تبدیل سابقہ یا اقبل تبدیلات کے نتائج ہیں۔ موجودات قائم جہانتک کہ ہم اس کے حال سے آگاہ ہیں مطلقاً نتیجے نہیں ہیں۔ ہر شے میں ایک دوسرا اور قائم عنصر ہوتا ہے یعنی خاص ماہیت عنصری جو کہ اس ہیئت کی ماہیت ہیں اور ان کے اوصاف ذاتی انکی موجودیت کی ابتدا تصور میں نہیں آتی ہے۔ انسانی علم کے احاطے کے اندر انکا شروع ہی نہیں ہے چنانچہ اس کا کوئی مسبب نہیں ہے۔ بلکہ وہ خود ہی ہر چیز یا شے کے جو واقع ہوتی ہے سبب یا اجماع سبب ہیں۔ جب کبھی کسی صورت طبعی کا سراغ اس کے سبب تک لگایا جاتا ہے۔ تو جبکہ اس سبب کی تشریح یا التقطیع کیجاتی ہے تب یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک مقدار زور ہے۔ جو چند اور اجماع مقدار کے ساتھ آمیز ہے۔ زور تو خود ہی اور حقیقت ایک ہی ہے۔ اور خلقت میں اس زور کی ایک مقدار معین موجود ہے جو کہ درحالیکہ ذروں کے اشکال کا خیال حق ہو ہرگز نہ بڑھ سکتا نہ گھٹ سکتا ہو۔ پس خلقت مادی کے تبدیلات میں ایک عنصر کو قائم پاتے ہیں جو کہ بہر نوع یہی وہ شے ہے کہ جس کی ہمکو تلاش ہے اور اگر ہم کسی شے کو سبب اول کی صفت محسوب کر سکتے ہیں۔ تو بظاہر یہی وہ شے ہے۔ کہ جسکو سبب اول کہہ سکتے ہیں۔ تو اس کے جواب میں ہم یہ کہینگے۔ کہ (۱) اشیاء کی قوت ذاتی کا وجود اس کی کسی تبدیل پذیر صورت میں جو کہ مادے سے جدا ہو بالکل خیال سے باہر ہے۔ سٹیورٹ اور ٹیٹ اپنی تصنیفات میں اس امر کو ایک بے بدل علمی صداقت اور حقیقت قرار دیتے ہیں (۲) یہ ایک بدیہی امر ہے کہ آفتاب اور ستاروں کی روشنی اور حرارت سوا نہایت ہی چھوٹے حصے کے خلا میں منتشر ہو جاتی ہے اور انہیں پھر واپس نہیں جاتی۔ پھر اس خلقت کے بڑے اجرام کی حرکت دیدنی کسی شے سو جسکو فلکی رگڑ کہہ سکتے ہیں رفتہ رفتہ رک جاتی ہے اور آخرکار وہ سب رفتہ رفتہ اکٹھی ہوتی اور آہستہ آہستہ ملتی ہوئی ایک ہی انبار ہو جائیگا۔ غرضیکہ خلقت دیدنی کی قوت ذاتی کی تنزلی کا سبب حقیقی اس کے انبار کے اجتماع پر موقوف ہے۔ چنانچہ خلقت دیدنی کے بڑے بڑے انبار کا بمقدار محدود موجود ہونا ہی کافی ہے کہ ہمکو یقین دلائے۔ کہ اس قسم کی نزہ ہمیشہ سے جاری نہیں ہوگی بلکہ اس خلقت دیدنی کا وجود وقتی ضرور ہی ہوگا اس لئے کہ (۱) قوت ذاتی ایسی مقدار محدود میں جو کہ ہنوز منتشر نہیں مجتمع رہتی ہے۔ اور (۲) اس سبب سے کہ مادہ خلقت ہنوز علیحدہ علیحدہ انباروں میں قائم ہے۔ یوں قوت ذاتی کی مناسبت کے قاعدے ہی سے جبکہ اس کا حقیقی طور پر امتحان کیا جاوے یہ ثابت ہوتا ہے کہ خلقت دیدنی اور عناصر کی ابتدا کا وقت تھا۔ اور اس کے خاتمہ کا وقت بھی آئیگا (۳) اور حقیقت

له ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس لفظ سے لیکر ۹ ویں صفحے کے پہلے کالم تک کی عبارت کسی کتاب سے مسروقہ ہے۔ ایڈیٹر



بھی کہ مادّے کے ذرّے ازلی اور بے تبدیل ہیں پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتی۔ بلکہ یہ تو سائنٹیفک اناٹومی کے بالکل ہی برخلاف ہے۔ کیونکہ ہر ایک ذرّے کا اسی قسم کے باقی کل ذرّوں سے ٹھیک ٹھیک مساوی ہونا بقول سرجان ہرشل صاحب کے اس پر ایک مصنوعی شے کی صفتِ حقیقی پیدا کرتی ہے۔ اور اس کے ازلی اور ازخود موجود ہونے کے خیال کو مسدود یا کالعدم کردیتی ہے۔ دوم، اس خلقت کی پیدائش یا موجودگی کے کل خیالات تبدیلی کی حقیقت ایسی ہے۔ کہ جس سے خواہ مخواہ ایک ابتدائی وقت اور ایک ابتدائی آتشی کہاسے کے وجود کا خیال قائم ہوتا ہے۔ لیکن یہ کہاسہ آتشی وہ سبب اوّل نہیں ہوسکتا جو کہ انفصالِ مُشبی کے لئے مطلوب ہے کیونکہ وہ ازلی اور غیر متبدّل نہیں ہے۔ اگر ازلی ہو تو ضرور ہے کہ اس کا کشوف کلی ہوجائے۔ اگر اس کا کلیہ کشف ہوجائے۔ تو اس کا کشف اس عالم میں قرار نہیں پاسکتا۔ اگر غیر متبدّل ہو تو اسمیں تبدیلی کا دخل نہیں ہوسکتا۔ اگر غیر متبدّل نہو تو وہ خود شامل اس خلقت کے جو کہ اس سے مصدر ہے مادّے کی حالت گذراں ہے۔ اور شامل اور ساری تبدیلی کے خود ایک مُسبّب کا طالب ہے۔ پس ظاہر ہے کہ مادّہ کسی صورت سے بھی ازلی نہیں ہوسکتا بلکہ اس کو پیدا کرنے والا ایک ازلی اور موجود بہ ذات خود سببِ اوّل ہے۔ جس کا مقدس نام خُدا ہے۔ اسی نے اپنی قدرت خالقہ سے اس کو نیست سے ہست کیا۔ پس آپکا یہہ فرمانا۔ کہ عدم سامان کسی شے کا نہیں ہوسکتا۔ اور ہر شے اپنی اصل میں قائم ہے لہذا عدم محض سے کسی شے کا پیدا ہونا محال ہے بالکل ہی غلط قیاس ہے۔ اور دہریت کی صورت ہے ؟

بجواب اس مختصر سی تقریر کے انہوں نے بڑی دیر کے بعد فرمایا۔ کہ میں اس پر غور کرکے جواب دونگا مگر اس وقت بوجہ عدیم الفرصتی کے اس کا جواب نہیں دے سکتا۔ اور پھر یہ کہتے ہوئے تشریف لے گئے۔ کہ میں تو چپ رہتا۔ اس وقت کل اشرہ ہام نے جو ہمیشہ ہی کی تقریر کو بغور سن رہے تھے آریہ مذکور پر بڑے زور سے قہقہہ لگایا۔ اور سب نے متفق اللسان ہوکر کہا۔ کہ جب جواب بن نہ پڑا۔ تو گالیوں پر اتر گئے افسوس کہ یہ آریوں کی کیفیت ہے۔ کہ جب کوئی مسیحی منادی کرتا ہے تو وہ خواہ مخواہ اس میں دخل دیکر اعتراض کرنے لگتے ہیں۔ اور منادی کے اثر کو اپنی دانست میں باطل کرنا چاہتے ہیں۔ اور جب معقول جواب دیا جاتا ہے۔ تو پھر غائب غلّہ ہوجاتے ہیں۔ اور طعن آمیز اور غیر مہذب گفتگو پر اتر آتے ہیں معلوم نہیں کہ آریوں نے ایسا وتیرہ کیوں اختیار کر رکھا ہے کیا آرین تہذیب کی یہی تعریف ہے ؟

راقم الشیخ امر عبداللہ ہردوار

حادثہ ریلوی

۲۰ اگست ۱۹۰۶ء کو جب ٹرین ہرّا والے اور ڈوڈی والے کے وسط میں پہنچی۔ تو ریلوے لائین پر ایک دیوہیکل بھینسا کھڑا تھا۔ ڈرائیور نے ہر چند پے درپے وسل دئے۔ مگر وہ وہاں سے ذرا بھی نہ ہلا۔ مجبورًا ٹرین کھڑی کرنے کی تجویز کی گئی کہ اتنے میں بھینسے نے زور سے ٹکر ماری۔ بھینسے کا تو سر پاش پاش ہوگیا لیکن انجن اور کئی گاڑیاں ریلوے لائین سے اتر گئیں۔ اور زمین میں دھنس گئیں۔ اس حادثہ سے ریلوے لائین بالکل خراب ہوگئی اور ٹرینوں کی آمد و رفت میں بہت ہی زیادہ توقف ہوا۔ اب ریلوے لائین بسرعت تمام درست کی جارہی ہے شکر ہے کہ اس حادثہ سے کسی شخص کی جان کا نقصان نہیں ہوا صرف چند ایک اشخاص خفیف سے زخمی ہوئے ہیں رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت۔ نامہ نگار

خبط قادیانی

حضرت ہم جناب کے اس رسالہ لایعنی کا جواب لکھنا رہا لیکہ اس کا معقول و مدلل جواب فقرے فقرے کا کافی سے زیادہ دیگر رسائل میں موجود ہے ہم کبھی پسند نہ کرتے۔ بشرطیکہ آپ صرف اس گپ کو کہ اب بھی ناپاک طبع لوگوں کے لئے خدا تعالی نے میرے ذریعے سے ایک عظیم الشان اور ہیبت ناک زلزلہ کے آنے کی خبر دے رکھی ہے۔ جو انکو ہلاک کریگا۔ اور طاعون بھی ابھی دور نہیں ہوئی۔ (دیکھو صفحہ ۱۳ چشمہ مسیحی) ازیب دہ رسالہ نہ فرماتے۔ لیکن اب ہمکو مجبورًا آپ کے ہمزبان ہوکر یہی کہنا پڑا کہ آپ کا الہامی دوست اس درجہ بے خبر اور نادان ہے" کہ آپکو زلزلہ کی تاریخ اور وقت تک نہیں بتلا سکتا۔ یا شاید اسکی بتلائی ہوئی تاریخ اور وقت پر جناب کو یقین نہ ہونے کی سبب از اور بدیں خیال کہ شاید بصورت مشتہری تاریخ اور وقت کے بعد میں دروغ ثابت ہونے پر جدید تاویلیں کرنے میں" وصیت کا مضمون خبط نہ ہوجائے) آپ نے شائع نہ فرمائی ہو بہرحال کچھ ہی کیوں نہ ہو ہم تو یہہ بات ماننے کو کبھی طیار نہیں ہیں کہ آپ جیسے شقی القلب نبی ہیں اور آپکا الہامی دوست ایسا مغضوب الغضب اور تباہ کن ہے جسکو معصوم اور بیگناہ بندگان پر ذرا بھی ترس نہ آتا ہو۔ اور وہ اس موٹی سی بات کو نہ سمجھ لیوے کہ جیسا کہ مرزا جی کی درخواست میں درج ہے۔ اگر خدانخواستہ کبھی نازل کردیا۔ تو سب سے اول مرزا جی کا معصوم و بیجان

کنبہ بھی اُن کے ہمراہ تباہ و برباد ہو جاویگا۔ جو بقول خود اس کے پیارے نبی ہیں۔ اور علاوہ اِن کے حواریان قادیان کے بیوی بچے۔ اور ہزارہا راسخ العقیدہ مرید مرزا جی کے ساتھ ہی نذر اجل ہو جائیں گے۔ اور نیز ایسے بھی لکھو کھا بے گناہ انسان بے تقصیر مرجائینگے جو مرزا جی کے بیچ میں ہیں۔ ۔ دیئے ہیں۔

ہاں ہم بڑے وثوق سے کہہ سکینگے کہ خدائے قادیانی کبھی ایسا کوتہ اندیش اور بے سمجھ نہیں ہے جو حرف مرزا جیسے ایک مخبوط الحواس۔ مگر ہونگ تماشا دیکھنے والے الہامی دوست کے خوش کرنے کے لئے اِس قسم کی لغو اور برباد کن تجویز سے اتفاق رائے کر سکے اور ساتھ ہی اس کے ہم علی الزعم قادیانی نبی کے یہہ اعلان شائع کرتے ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ بقول جاپانی پروفیسر ماہر علم زلزلہ کے اول تو سو سال تک ورنہ کم از کم تا تکمیل و تعمیل وصیت حضرت مرزا صاحب کوئی بڑا زلزلہ نہیں آئے گا۔ پس معزز ناظرین کو واجب ہے کہ خداوند مسیح کی بے پایاں محبت پر بصدق دل بھروسہ رکھیں اور چین سے پاؤں پھیلا کر سویا کریں۔

اگر خدا نخواستہ کبھی اس بڈھے مخبوط العقل الہامی کی یہہ بربادی بخش درخواست منظور بھی ہو گئی تو زلزلہ آتے ہی سیدھا قادیان کا رخ کریگا۔ اور آپ کے مال و جان ہر طرح سے بفضلہ تعالیٰ محفوظ و مامون رہینگے کیونکہ چاہ کندہ را چاہ درپیش ایک مشہور مثل ہے۔ بلکہ مزید غور کرنے سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ دراصل مرزا صاحب کو ہذیان مرض کابوس (جس کا انکو اچھی طرح تجربہ ہے جیسا کہ وہ صفحہ ۳۳ پر رقم فرماتے ہیں) بحالت جنون میں زلزلہ کی آنیکی خواب آئی ہوگی۔ اور ظاہر ہے کہ مجانین کی خوابیں بالکل دروغ اور ناقابل وقعت ہوا کرتی ہیں۔

اِس سے آگے چلکر مرزا جی بطرز استفسار یہہ لہجہ میں طنزاً تحریر فرماتے ہیں کہ "وہ کونسا فلسفہ ہے۔ جس سے ہم معلوم کر سکیں کہ مسیح کا خون کسی دوسرے کی اندرونی ناپاکی کو دور کر سکتا ہے" اس معاملہ میں واقعی مرزا بیچارے سچے اور قابل رحم ہیں۔ کیونکہ یہہ ایک ایسا دقیق اور پیچیدہ مسئلہ ہے۔ جس کے سمجھنے کے واسطے ایک بالغ عقل اور روحانی آنکھ کی ضرورت ہے اور ہم خوش ہیں کہ اگر مرزا جی اسی طرح اپنی عام کمزوریاں اور نافہمیوں کو ظاہر کرتے ہوئے ادب سے زانوے تلمذ تہ کر کے بحیثیت ایک طالب صادق کے سیکھنا چاہیں۔ تو مسیحی حضرات میں سے اکثر رحمدل اور رقیق القلب بزرگوار ایسے بھی موجود ہیں۔ جو بڑی خوشی سے انکو چند روز میں وہ کچھ سکھلا سکتے ہیں۔ جو انکی ابدی زندگی حاصل کرنے کے لئے رحمت اور برکت کا موجب ثابت ہوگا۔ تاہم انکو سمجھانیکے لئے اِس روحانی مسئلہ کے مختصر تشریح یوں آسانی سے ہو سکتی ہے کہ جناب مرزا جی صاحب مثلاً اگر کوئی جاہل مطلق مرید آپکا قادیان میں آپ کے روبروئے آپ کے خلف رشید کو کسی تقصیر پر طمانچہ مار بیٹھے تو آپ کو کیسا روحانی قلق ہوگا اور حالانکہ طمانچہ دوسرے جسم پر مارا گیا ہے۔ لیکن درد آپ کو محسوس ہوگی۔ اسی طرح اگر آپ کے پیش کردہ اور زیر تجویز جانشین کو حسب فرمان حضرت اقدس کے جناب کی جماعت اپنا روحانی پیغمبر مان لے تو وہ نئی پیغمبری قایم ہو جانے کی خوشی میں آپ کو کیسی روحانی فرحت حاصل ہوگی۔ وقس علیٰ ہذا آپ جانتے ہیں۔ اس خوشی اور رنج کا موجب کیا ہے۔ حضرت یہی روحانی کشش ہے۔ جو ایک روح کو دوسرے کے ساتھ وابستہ کر دیتی ہے۔ بعینہٖ اسی طرح۔ جو ایماندار مومن ہمارے مولا و منجی خداوند مسیح پر بصدق دل ایمان لا کر اپنے آپکو قولاً و فعلاً ہر طرح سے اس کے تابع فرمان بن چکے ہیں۔ انکو ہی مسیح کا پاک خون ہر طرح کی آلودگی معصیت سے صاف و پاکیزہ بنا دیتا ہے۔ صرف ایمان لانا ہمارے لئے لازمی شرط ہے۔ پس اگر خداوند خدا توفیق فرما دے۔ اور انکو بھی اِس نعمت عظمٰے کی چاٹ لگ جاوے تو پھر اِس ابدی زندگی کا حصہ مل سکتا ہے۔ اور آپ خود بخود اِس روحانی مسئلہ کے سمجھنے کے قابل بن سکتے ہیں؛

راقم متلاشی حق از لاہور

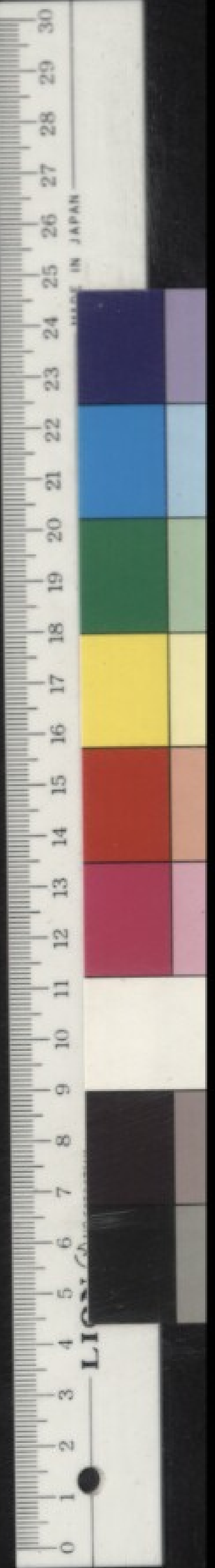
چینی لونڈی

آہو سارا دن کھیت میں ہی رہا شام کیوقت لنگ سو سوچم کی ملاقات کے لئے گئی اور سوچم کو کہا کہ ہو آج تمام دن کھیت میں رہا اور کھانا کھانے کے لئے بھی نہیں آیا۔

بڑھیا نے کہا "اسکو بہت ہی غم ہوگا۔ اور کوئی اسکو تسلی دینے کی کوشش نہیں کرتا۔ وہ ایسا بڑا نہیں جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے میں جاکر اسکو تسلی دونگی"؛

اس نے کھیت میں جاکر ہو سے بات چیت کی اور کہا کہ اندھیرا ہوتا جاتا ہے۔ اور میاں کو اکیلے ڈر لگیگا۔ کیا آپ جلد گھر نہ جائیں گے؟ کئی برسوں کے بعد پہلی دفعہ اس نے اپنے گاؤں کے باشندے کے مونہہ سے مہربانی کے الفاظ سنے وہ حیران تھا اور نہیں جانتا تھا کہ کیا کہے یا خیال کرے پس وہ خاموش ہو رہا؛

رفتہ رفتہ سوچم نے اسکو گھر جانے کے لئے راضی کر لیا۔ اور وہ اس کے پر محبت الفاظ کے سبب سے خیال کرنے لگا کہ اِس گاؤں میں ایک تو ہے جو مجھ سے نفرت نہیں کرتی۔ کئی روز تک اس نے اِن الفاظ کو یاد رکھا اور چاہا کہ سوچم اس کے گھر پر آیا کرے اور اس سے گفتگو کیا کرے۔ وہ تھوڑی سی مہربانی یا تسلی کے کلمات کے عوض میں سب کچھ دینے کو تیار ہو جاتا مگر وہ بھول گیا کہ اوروں سے مہربانی حاصل کرنے کے لئے خود بھی دوسروں پر مہربان ہونا چاہئے۔ کوئی شخص اپنے کے



ساتھ دوستانہ گفتگو کرنا نہیں چاہتا تھا کیونکہ کسی کو خیال بھی نہ تھا کہ اس کو کسی کی پرواہ ہے۔ اگر تم پر مہربان نہ ہونے کے سبب سے لوگ الزام کے لایق سمجھے تو ہو بھی بے قصور نہ تھا۔ اگر وہ انہیں دکھلا سکتا کہ اس کے اندر ایک ہمدرد دل ہے تو وہ سب کے سب یہہ کہنے کی جرأت نہ کرتے کہ پہلے جنم میں اس نے اپنا دل کھو دیا ہے۔ چین کے علاوہ دیگر ممالک میں بھی یہی حال ہے کہ جیسا ہم اوروں کے ساتھ سلوک کرتے ہیں ویسا ہی وہ ہمارے ساتھ بھی کرتے ہیں اگر دنیائی ناہمواریاں لوگوں کو ہو بنا دیتی ہیں تو اس کا سبب یہہ ہے کہ ایسے لوگ بھی ہیں جو ہو بننے کے لئے تیار رہتے ہیں ؀

ضرورت

ہوشیارپور کے مشن گرلس آر فیج اور بورڈنگ سکول کے لئے ذیل کے کارندوں کی ضرورت ہے۔

(۱) ایک عیسائی استانی جو انٹرنس پاس ہو۔

(۲) ایک عیسائی استانی جو مڈل پاس ہو۔ پوری لیاقت فارسی اردو اور رومن اردو لکھنے پڑھنے میں ضرور ہے۔

(۳) ایک ہوس سٹریس یا میٹرن۔

تنخواہ حسب لیاقت دی جائیگی۔

درخواست بمعہ نقل سارٹیفکیٹوں کے پادری کے سی چٹرجی ڈی ڈی صاحب کے پاس بمقام ہوشیارپور بھیجی جاوے ؀

ضرورت

تھانیسر انڈسٹریل اسکول کے لئے ایک ینگ مین مسیحی استاد کی جو اردو میں اپر پرائمری تک پڑھا سکتا ہو ضرورت ہے۔ درخواست معہ نقل اسناد ذیل کے پتہ پر بھیجنی چاہیے تنخواہ وغیرہ کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت کے مشتہر سے کر لیا جاوے۔ شادی شدہ کو ترجیح دیجائیگی۔

المشتہر

(پادری) کے۔ بی۔ سرکار۔ تھانیسر ضلع کرنال

مخزن مسیحی

یہہ ایک پندرہ روزہ مذہبی پرچہ ہے جو رومن اردو اور انگریزی زبانوں میں مسیحی کارندوں کے خاطر شائع ہوتا ہے۔ اس کا مدعا ہے کہ بڑے بڑے مبشران انجیل اور کلیسیائی کارندوں کے قلم سے نکلے ہوئے مضامین کے ذریعہ سے مسیحی کارندوں کی علمی لیاقت ترقی کرے نیز مختلف مشن سٹیشنوں کی کلیسیائی خبریں اس میں خصوصاً درج ہوتی ہیں سنڈے سکول اور کرسچین اینڈیور کے کاموں کے متعلق ہر قسم کی ضروری توجہ دی جاتی ہے ؀

شرح چندہ کی حسب ذیل ہے

عوام سے	۱	سالانہ
اگر تنخواہ پچاس روپیہ سے کم ہو	۱۱	〃
〃 〃 پچیس روپیہ سے کم ہو	۸	〃
〃 〃 پندرہ روپیہ سے کم ہو	۱۲ار	〃
ادنی ترین نرخ	۱۲	〃

نمونہ کا پرچہ درخواست پر روانہ کیا جاتا ہے۔ درخواستیں ذیل کے پتہ پر آنی چاہئیں ؀

الشتہر

پادری ای جی میگاڈ الموڑہ یوپی (صوبجات)

پرسبیٹیرین بیوگان و یتامیٰ کا فنڈ

یہہ فنڈ ۱۸۷۴ء میں قایم ہوا ہے تین سو سے زیادہ اشخاص اس میں شریک ہیں۔ ساٹھ سال کے عرصہ میں اس فنڈ کی طرف سے زیادہ پنشن دی گئی ہے یہہ رقم اس کل رقم سے نو ہزار روپیہ زیادہ ہے جو چندہ دہندگان سے وصول ہوا ہے اس وقت اس فنڈ میں چالیس ہزار پانسو روپیہ سے زیادہ خزانہ میں موجود ہے۔ اس فنڈ کا نرخ کمی اور اس قسم کے فنڈ سے بہہ ارزان ہے۔ ہند کا ہر ایک مسیحی مرد اور عورت اس فنڈ میں شامل ہو سکتا ہے۔ مردوں کو بیہ سالی میں مستورات کو بیوہ کی حالت میں اور بچوں کو یتامی میں اس فنڈ سے پنشن ملتا ہے۔ صرف ایک پیسہ کا کارڈ بھیجنے پر پراسپکٹس روانہ کیا جاتا ہے۔

المشتہر

پادری والٹر جے کلارک صاحب ایم اے فینانگ ڈائرکٹر لدھیانہ پنجاب

دستور العمل نورافشان

قیمت سالانہ اہل شہر سے اخبار بغیر ضمیمہ ۔ بمعہ ضمیمہ ۳
قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک 〃 ۳ 〃 ۴
قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جائیگی۔

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سال تمام
کالم کا آٹھواں حصہ	لعہ	ہے	سے
چوتھائی کالم	بہ	سے	عہ
نصف کالم	سے	عہ	یعہ
پورا کالم	عہ	یعہ	مہ
پورا صفحہ	مہ	مہ	لو

پانچ ہزار روپیہ انعام ممیرے کا سرمہ پانچ ہزار روپیہ انعام

پانچ ہزار روپیہ انعام	**مصنفہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب**	پانچ ہزار روپیہ انعام

معزز انگریزی میڈیکل کالج کے پروفیسر جن نامور ڈاکٹر دانان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم دھند جالا پڑوال غبار پھولا سیل سرخی ابتدائی موتیابند ناخنہ پانی خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی بچے سے لیکر بڈھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہے قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ خاص و عام اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے دو روپیہ ہیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم فی تولہ تین روپیہ خالص ہیرہ فی ماشہ عـ۵ روپیہ ممیری سرمہ فی تولہ ۴ خرچ ڈاک ذمہ خریدار درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں۔

المشتہر
پروفیسر مہان سنگھ آہلووالیہ مقام تبار ضلع گورداسپور پنجاب

ان سے بڑھکر اور کیا معتبر شہادت ہوسکتی ہے؟

بوجہ عدم گنجائش چند صاحبان کے صرف نام نامی معہ پتہ ذیل میں درج کئے جاتے ہیں کہ جنہوں نے تجربہ کرکے تحریر فرمایا ہے کہ اس سرمہ سے بہتر آنکھوں کی بیماریوں کے لئے یا حفاظت بینائی کے لئے اور کوئی سرمہ یا دوائی نہیں ہے۔

جناب ڈاکٹر معل خان صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ چھوٹا جھنگ ضلع زرنگھو جناب ڈاکٹر سید جماعت شاہ صاحب مقام عدن ملک عرب جناب ڈاکٹر کستوری لال صاحب انچارج گورنمنٹ ڈسپنسری کلیر جھالاوار جناب ڈاکٹر عبد الصمد صاحب میڈیکل افسر شفاخانہ موادعلاقہ سندھ جناب ڈاکٹر بھگوان سنگھ صاحب انچارج شفاخانہ اٹاری ضلع امرتسر جناب ڈاکٹر دلیپ سنگھ صاحب ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن میو ہسپتال لاہور جناب ڈاکٹر محمد خان صاحب شفاخانہ بہربھوانی گڈھ ریاست پٹیالہ جناب ڈاکٹر سری رام سہائے بٹ صاحب ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن شفاخانہ جھانسی جناب ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان صاحب انچارج شفاخانہ کاسگنج ضلع ایٹہ۔ جناب ڈاکٹر محمد عثمان غنی صاحب انچارج شفاخانہ

پولیس فیروزپور۔ جناب ڈاکٹر منشی لچھمنداس صاحب ایل اے میڈیکل انچارج شفاخانہ بیلواڑہ میواڑ۔ جناب ارباب محمد زید خان صاحب کمانڈنگ آفیسر ملٹری پولیس ہزارہ جناب حکیم محمد عطار الحق صاحب سند یافتہ مدرسہ طبی دہلی مقام چاندپور (بجنور)۔ جناب دیوان رامناتھ صاحب رائے بہادر ڈسٹرکٹ جج ہوشیارپور۔ جناب سردار نہال سنگھ صاحب بہادر ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس سیالکوٹ۔ جناب سری مہاراجہ صاحب بہادر والئے ریاست منڈی سوکیت جناب سری راجہ ہرکشن سنگھ صاحب بہادر والئے ریاست دربار دلوورے پور جناب سری مہاراجہ صاحب بہادر والئے ریاست گوبیرہ جناب سری راجہ کشن کمار صاحب بہادر تعلقہ دار سہسپور بلاری ضلع مرادآباد جناب مہاراج کنور جھجر پال سنگھ صاحب بہادر ریاست مجگوان اودھ جناب مہاراجہ شتروجیت پرتاب بہادر رسیہائے صاحب بہادر والئے ریاست تمکوہی۔ ضلع گورکھپور جناب ڈاکٹر

برج لعل گھوس رائے بہادر ایل۔ ایم ایس اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر میڈیکل کالج لاہور حال آنریری سرجن گورنر جنرل ہند جناب خان بہادر ڈاکٹر سید امیر شاہ ایل ایم اسسٹنٹ سرجن وپروفیسر وٹیرنری کالج لاہور۔ جناب ڈی ایم ساگلے صاحب بہادر ایم بی ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ انگلینڈ (امرتسر) جناب ڈاکٹر کاشی رام صاحب میڈیکل آفیسر شفاخانہ بیرہ ریاست نیپال ملک نیپال۔ جناب ڈاکٹر سید محمد علی صاحب معالج خاص جناب معلے القاب جناب رانی صاحبہ کوچ بہار سی۔ ایس۔ آئی میڈیکل آفیسر ریڈیلینڈ علی پور کلکتہ۔

پانچ ہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کی سندات میں سے جو قریب پچیس ہزار کے ہیں ایک کو بھی فرضی ثابت کردے اسکو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جائیگا۔ جو لاہور کے پنجاب بینک میں اسی غرض کے لئے ماہ مارچ ۱۹۱۰ء میں جمع کیا گیا ہے۔

پادری آر ڈی ٹریسی اڈیٹر صاحب و منیجر نور افشان کیواسطے مشن سٹیم پریس لودیانہ میں دائمی برادرس کے اہتمام سے چھپا

